پروفیسر محمد طیب *

روایت و درایت کا آغاز و ارتقاء

اسلام آخری الہامی دین ہے، جو ہر اعتبار سے مکمل ہے، اس دین کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے جن وانس پر لازم قرار دیا ہے، اس لئے ضروری تھا کہ یہ دین عین محفوظ حالت میں ہر دور کے لوگوں کے لئے محفوظ رہے۔

اسلام بنیادی طور پر قرآن وسنت کی شکل میں اہل کائنات کے سامنے پیش کیا گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آخری دین کی حفاظت وابلاغ کے ایسے اسباب ووسائل امت محمدیہ کے لئے پیدا فرمادیئے کہ امم سابقہ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ اس ضمن میں فن روایت ودرایت بالخصوص علوم وفنون کی دنیا میں مسلمانوں کے لئے سرمایہ افتخار ہے یہاں تک کہ ڈاکٹر سپرنگر کو بھی کہنا پڑا کہ "نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری ہے اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہوسکتا ہے" (۱)

روایت کا لغوی معنی:

روی (ض) روایۃ الحدیث۔ نقل کرنا، بیان کرنا (۲) القاموس الفرید میں ہے۔

روی۔روایۃ: روایت کرنا، کہانی لکھنا، بات نقل کرنا، قصہ بیان کرنا (۳)۔ قاضی محمد اعلیٰ التھانوی لکھتے ہیں:

الروایۃ: لغتہ، النقل وفی عرف الفقہاء ما ینقل من المسئلۃ الفرعیہ سواء کان من السلف او الخلف۔ علم یطلق علی فعل النبی ﷺ و قولہ روایت کا لغوی معنی نقل کرنا ہے، (یعنی کسی کی بات آگے بیان کرنا)

اصطلاحی مفہوم: اور فقہا کی اصطلاح میں فروعی مسائل کا سلف وخلف سے نقل کرنا۔ یہ حضورؐ کے فعل اور قول معلوم کرنے کا نام ہے" (۴)

روایت حدیث: فعلم الحدیث روایۃ یقوم علی النقل المحرر الدقیق لکل ماضیف الی النبی ﷺ من قول او فعل، او تقریر او وصفہ، ولکل ما اضف من ذلک الی الصحابۃ والتابعین، علی الرای المختار (۵)

---

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

یہ علم ان احادیث کی نقل و روایت پر مبنی ہے' جو حضور ﷺ کی طرف منسوب ہوں کہ خواہ قولی ہوں یا فعلی یا تقریری یا آپ ﷺ کی صفت پر مبنی ہوں' قول مختار کی بناء پر اس میں اقوام صحابہ و تابعین بھی شامل ہیں''

الراوی: ھو الذی ینقل الحدیث باسنادہ سواء کان رجلاً ام امرأۃ وہ شخص جو اپنی سند سے حدیث روایت کرتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت[۶]

المروی: اعنم ان یکون مضافتا الی النبی ﷺ او الی غیرہ من الصحابۃ و التابعین[۷] ''روایت کردہ حدیث یا قول کو کہتے ہیں خواہ اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو یا آپ ﷺ کے علاوہ صحابہ و تابعین کی طرف منسوب ہو''

گویا روایت حدیث دو چیزوں کا مجموعہ ہے (۱) سند (۲) متن۔ علم حدیث کے حصول کے لئے راویان حدیث کی اصطلاح چل نکلی نیز علوم الحدیث کے حوالے سے حفاظت حدیث کے لئے فن روایت و درایت اپنی امتیازی شان و شوکت سے فروغ پذیر ہوا۔ اس منفرد و ممتاز علمی و تحقیقی کارنامے کا پہلا اور آخری محرک اشاعت حدیث کا ایمان افروز جذبہ ثابت ہوا۔

قرآن کے دلائل: قرآن حکیم نے ایسے احکام عطا کئے جو کہ جرح و تعدیل کی بنیاد ٹھہرے۔ قرآن خود بسا اوقات لوگوں سے اپنے موقف پر روایت کا مطالبہ کرتا ہے۔ مثلاً

(۱) ......ایتونی بکتب من قبل ھذا او اثرۃ من علمہ ان کنتم صدقین[۸]

......اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا علم (انبیاء میں) سے کچھ منقول چلا آتا ہو تو پیش کرو''

اس آیت میں لفظ ''اثارۃ'' محل استدلال ہے' لفظ اثارۃ کی اصل ''اثر'' ہے جس کے معنی روایت' امام مقاتل فرماتے ہیں کہ ''علم انبیاء میں سے کوئی روایت پیش کرو''[۹]

قرآن کا غیر مسلموں سے روایت لانے کا مطالبہ اور کفار کا روایت نہ پیش کرسکنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ ابلاغ علم کا یہ سنہری سلسلہ قرآن و سنت کی اشاعت سے ہی شروع ہوا۔

(۲) اشاعت دین میں تحقیقی اسلوب اختیار کرنے کا بھی حکم قرآن میں موجود ہے۔

"یا ایھا الذین امنوا ان جاء کر فاسق بنبا ء فتبینوا"[۱۰] ''اے ایمان والو! اگر تمہارا پاس کوئی فاسق (غیر ذمہ دار شخص) خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو''

اس آیت اور اس کی ہم معنی دوسری آیات و روایات کی بنیاد پر معلوم ہوا کہ فن روایت کا آغاز و ارتقاء اشاعت اسلام سے ہوا۔

فلسفہ آغاز روایت: اسلام دین حق ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کی اشاعت کو امت مسلمہ کے خصائص میں

سے شمار فرمایا ہے' حضورﷺ کی سیرت کو تمام لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اتباع رسولؐ ہر ابن آدم پر فرض کردی گئی۔ ابلاغ دین کے لئے ایسے احکام دیئے کہ جن کی تعمیل میں سلسلہ روایت کا آغاز ہوا' آغاز روایت کا محرک بننے والے دلائل وواقعات مختصراً بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن رسول اللہﷺ کی ہر بات کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید کرتا ہے۔

وما اتا کم الرسول فخذوه ...... (الایۃ)[۱۱]۔

(۲) امت محمدیہ کو قرآن وسنت کی تبلیغ کا حکم دیا۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف[۱۲] (الایۃ)

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی (دین) کی طرف بلائے اور امر بالمعروف (قرآن وسنت کی روشنی میں) کا کام کرے۔

قرآن مجید میں اس مفہوم کی آیات بہت سی ہیں ان پر عمل کرنے کی شکل قرآن وحدیث کی روایت کی متقاضی ہے۔

<u>حفظ وضبط حدیث کے بارے میں حضورؐ کے ارشادات</u>

کتب احادیث میں ایسے کئی واقعات مذکور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ روایت (حدیث) کا حکم آپؐ نے خود دیا تھا۔ مثال کے طور پر چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ وفد عبدالقیس آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے خدمت اقدس میں حاضری کے لئے مشکلات کا اظہار کیا اور عرض کی فمر نابامر تجزبه من و لانا نوفل به الجنة .... الخ

ہمیں احکام دین بتلایئے کہ ہم ان کی اپنے پیچھے والوں کو اطلاع کریں اس بنا پر ہم جنت میں داخل ہوسکیں۔

.... حدیث کے آخر میں حضورؐ نے حکم فرمایا:

احفظوہ واخبروہ من وراءکم ان کو یاد کرلو اور اپنے پیچھے والوں کو ان کی خبر (روایت) کرو۔[۱۳]

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ نے روایت حدیث کی خواہش کا اظہار کیا' حضورﷺ نے نہ صرف اپنی باتوں کو آگے بیان کرنے کی اجازت فرمائی بلکہ احادیث یاد کرنے اور بعد میں آنے والوں کو خبر دینے کا حکم بھی فرمادیا۔

(۲) حضرت ابو بکرہؓ رسول اللہﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا...... الالیبلغ الشاھد منک الغائب" یعنی میرے احکام کو تم میں جو حاضر ہے وہ جو حاضر نہیں ہیں ان سے بیان کرے[۱۴]

یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے کہ صحابہؓ کو روایت حدیث کی تاکید تھی۔ روایت حدیث میں احتیاط کا حکم بھی آپؐ نے دیا تھا' جیسا کہ بخاری اور دیگر کتب حدیث میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

(۳) حضورؐ کا فرمان ہے: من کذب علی فلیتبوا مقعده من النار "[۱۵]

"جو مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے" ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں کہ

"کتابت حدیث کا اتنا اہتمام' راویت حدیث کے لئے اتنی حوصلہ افزائی اور جھوٹ کی آمیزش سے حفاظت کی ایسی تدابیر کیا یہ سب کچھ اس امر کا بین ثبوت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سنت کو اس طرح محفوظ کرنا چاہتے تھے کہ آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کر سکیں"[۱۶]

خود حضورؐ نے اپنے اصحاب کو ایسے اصول وضوابط کی طرف راغب فرمایا' کہ جن کی وجہ سے روایت اپنے اصطلاحی مفہوم میں جانی پہچانی گئی۔

ائمہ ومحدثین نے اصولِ روایت وضع کئے۔ احادیث کی رایت میں انتہائی تحقیق وتدقیق سے کام لیا گیا کیونکہ بغیر تحقیق کے بات قرآن وسنت کی روح کے منافی ہے' حضورؐ کا بھی ارشاد ہے۔

کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع[۱۷]

"انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ بس جو کچھ وہ سنے دوسروں کے سامنے اگل دے"

معلوم ہوا کہ سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو آگے منتقل کرنا بھی جھوٹ میں شامل ہے' حدیث کا معنی یہ ہے کہ خوب غور وخوض اور تحقیق کے بعد روایت کرنی چاہیے تاکہ دینِ حق ہر قسم کی آمیزش سے محفوظ رہے۔

صحابہ اور روایت حدیث: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں سنتے اور جب آپ مجلس سے تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے۔ یکے بعد دیگرے ہم میں سے ہر شخص ساری حدیثیں بیان کرتا۔ اکثر مجلس میں بیٹھنے والوں کی تعداد ساٹھ تک ہوتی' اور وہ سب باری باری بیان کرتے' پھر جب ہم اٹھتے تو احادیث یوں یاد ہوتیں گویا وہ ہمارے دلوں پر نقش ہیں[۱۸]

درایت کا مفہوم: لغت میں درایت کے معنی "دری لامر و بہ' درایۃ جاننا واقفیت حاصل کرنا' علم حاصل کرنا[۱۹]

اصطلاح میں درایت حدیث وہ علم ہے جس میں الفاظ حدیث سے سمجھے گئے مفہوم ومراد سے بحث ہوتی ہے جبکہ وہ عربی قواعد وشرعی ضوابط پر مبنی اور رسول اللہ ﷺ کے احوال کے مطابق ہوں[۲۰]

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں:

هو الدراسته التاريخية التحليلة لاقوال الرسول العظيم و افعاله[۲۱]

درایت حدیث ایسا فن ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال کا تاریخی وتحلیلی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

امام جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں' علم الحدیث الخاص بالدرایہ کی تعریف میں: "علم يعرف منه حقيقة الرواية و شروطها و انواعها و احكامها[۲۲]

''وہ علم جس سے حقیقت روایت اس کی شرائط اور انواع واحکام معلوم ہوتے''

درایت کی ابتداء

مولانا شبلی فرماتے ہیں: ''یہ علمی اصول بھی درحقیقت قرآن مجید نے ہی قائم کردیا تھا۔''

حضرت عائشہؓ پر جب منافقین نے تہمت لگائی .... قرآن مجید کی آیتیں حضرت عائشہؓ کی برأت ارطہارت کے متعلق جو نازل ہوئیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

ولولا اذ سمعتموہ قلتم مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بھتان عظیم (۲۳) ''اور جب تم نے سنا تو یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کو ایسی بات بولنا مناسب نہیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے''

اس طرز تحقیق یعنی درایت کی ابتداء خود صحابہ کے عہد میں ہوچکی تھی۔ (۲۴)

نقل وروایت حدیث کے ساتھ درایت کا آغاز:

قرآن مجید سے حاصل کردہ اصول درایت کو محدثین نے نقل روایات میں عین دیانت داری سے استعمال کیا بلکہ درایت کا بطور تحقیقی وتکنیکی فن کے آغاز وارتقاء نقل حدیث کی ضرورت واہمیت کے تحت ہوا۔ درایت کے اصول و ضوابط منضبط کیے گئے۔ گویا درایت اپنے اصطلاحی مفہوم کے اعتبار حدیث رسول کو سمجھنے کا ملکہ ہے اس سے فقط عقل کا مفہوم تسلیم کرنا مناسب نہیں' مولانا ابوبرکات عبدالرؤفؒ لکھتے ہیں:

''درایت کے معنی عقل نہیں علم اور تجربہ کے بعد جو ملکہ حاصل ہوتا ہے اس کو دریۃ کہتے ہیں۔ محدثین کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی سیرۃ پوری واقفیت ہو اور اس بارے میں جتنی روایات صحیحہ ہیں وہ اس کے پیش نظر ہوں...... ایسے شخص کو ایک طرح کی معرفت اور بصیرت حاصل ہو جائے گی۔ اسی کو درایۃ کہتے ہیں۔ ایسے شخص کے سامنے جب کوئی روایت آئے گی اور اس کی سند نہ معلوم ہو تو وہ اپنی اسی بصیرت کی بناپر کہہ سکے گا کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہوسکتی ہے یا نہیں''(۲۵)

مولانا عبدالرؤفؒ کے مذکورہ بیان سے واضح ہوگیا کہ علم درایت ماہرین حیث کی بصیرت ''فی فھم الحدیث'' کا نام ہے یہ بات خود آغاز درایت کا تعلق آغاز روایت حدیث سے قائم کررہی ہے۔

سنت نبوی میں درایت کی بنیاد:

حضورؐ کا فرمان ہے:

"......... اذا سمعتم الحدیث عنی تنکرہ قلوبکم وتنفر منہ اشتھارکم وابشارکم وترون انہ منکم بعید فانا ابعدکم منہ (۲۶) ''جب تم کوئی ایسی حدیث سنو جس کو تمہارے دل قبول نہ کریں اور بال وکھال اس سے متوحش ہو اور اپنے سے اس کو دور سمجھو تو میں تمہاری نسبت اس سے دور ہوں''

حدیث کا مفہوم متن حدیث اور نقد حدیث کی نسبت بیان کررہا ہے' نقد حدیث دراصل درایت حدیث کا ہی

دوسرا نام ہے۔

صحابہؓ اور درایت:

صحابہ احادیث کے قبول کرنے میں درایتی معیار کا بالخصوص خیال رکھتے تھے کئی ایک احادیث اسکی شاہد ہیں۔

(۱) بعض فقہاء آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کے قائل ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ نے عبداللہ عباسؓ کے سامنے اس مفہوم کی حدیث بیان کی کہ "الوضوء مما مست النار" [۲۷] کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس پر عبداللہ بن عباسؓ نے فوراً کہا اگر یہ صحیح ہے تو اس پانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا، جو آگ پر گرم کیا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابو ہریرہؓ کو ضعیف الروایۃ نہیں سمجھتے تھے لیکن چونکہ ان کے نزدیک یہ روایت درایت کے خلاف تھی اس لئے انہوں نے تسلیم نہیں کی اور یہ خیال کیا کہ سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہوگی۔ [۲۸]

معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ احادیث کے قبول کرنے میں اصول درایت کا لحاظ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی کہ نوحہ کرنے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھ کر سنائی:

حسبکم القرآن ولا تزر وازرۃ وزر اخری [۲۹] "تمہارے لئے قرآن کافی ہے، جس میں سے کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

اس حدیث میں عذاب کو اس صورت پر محمول کیا گیا ہے، جس میں مردہ نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو بصورت دیگر حدیث کا قرآن سے رابطہ نہیں قائم ہوسکتا۔ [۳۰]

صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے جب ابن عباس کے سامنے حضرت علیؓ کے قضایا لائے گئے تو عبداللہ بن عباسؓ بعض فیصلوں کو لیتے رہے، اور بعض کو ترک کرتے رہے اور فرماتے تھے کہ واللہ ماقضی بھذا علی الا ان یکون ضلی [۳۱] "اللہ کی قسم اگر حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ کیا ہے تو گمراہ ہو کر کیا ہے"

ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان درایت کے حوالے سے ہی ہوگا۔

حضرت محمود بن ربیع نے ایک مرتبہ حدیث پیش کی کہ "جو شخص خالصتاً اللہ کے لئے لا الہ الا اللہ پڑھے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے آگ حرام کردی ہے"، موقع پر جناب ابوایوب انصاریؓ بھی تھے انہوں نے حدیث سن کر فرمایا واللہ ماظن رسول اللہ ﷺ قال ما قلت قط [۳۲] "اللہ کی قسم میں کبھی یہ خیال نہیں کرسکتا کہ تم جو کہتے ہو حضور ﷺ نے فرمایا ہوگا"

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے چونکہ عمل کی اہمیت گھٹتی ہے جو درایت کے خلاف ہے اس بناء پر ابوایوب انصاریؓ کو تامل ہوا لیکن حدیث کا محل متعین ہونے کے بعد تامل کی گنجائش نہیں رہتی وہ یہ کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے تقاضے پر عمل بھی کیا ہو جو خالص رضائے الٰہی کے لئے کہنے کا لازمی نتیجہ ہے۔ [۳۳]

قاضی محمد اعلیٰ التھانوی نے درایت کو اصول الفقہ اور علم الفقہ قرار دیا ہے "ھو علم الفقہ و اصول الفقہ" (۳۴)

مختصراً یہ کہ روایت ودرایت کا آغاز وارتقاء علوم الحدیث سے ہی وابستہ ہے صحابہ، تابعین نیز ائمہ مجتہدین کے افکار وآراء اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اصول روایت ودرایت کی ابتداء نقل وروایت سے ہوئی۔ تاریخ اقوام عالم میں ایسے سنہری و بے مثال تحقیقی وتنقیدی کام کی نظیر نہیں ملتی، اس کا اعتراف خود مستشرقین نے بھی کیا ہے کہ محدثین نے اسماء الرجال ایسا شاندار کام کیا ہے، یہ کام مسلمانوں سے پہلے کہیں نہیں ملتا، اور نہ ہی مسلمانوں کی نقل میں کوئی قوم فن روایت ودرایت اختیار کرسکی۔ (۳۵)

حوالہ جات

۱۔ مقدمہ سیرۃ النبی ج ۱ ص ۴۰
۲۔ مصباح اللغات، ص ۳۲۶
۳۔ القاموس الفرید، ص ۲۶۴
۴۔ کشاف اصلاحات الفنون ج ۱، ص ۶۰۷
۵۔ علوم الحدیث ومصطلحہ ص ۱۰۷
۶۔ علوم الحدیث ومصطلحہ
۷۔ علوم الحدیث ومصطلحہ
۸۔ قرآن: ۴۲:۲
۹۔ عظمت حدیث، عبدالغفار حسن، ص ۳۱۸
۱۰۔ قرآن ۴۹:۶
۱۱۔ قرآن مجید: ۵۹:۷
۱۲۔ قرآن مجید: ۵۹:۷
۱۳۔ صحیح بخاری مع شرحہ فتح الباری: باب تحریض النبیؐ وفد عبدالقیس ...... من وراھم ج ۱، ۲۴۲
۱۴۔ صحیح بخاری مع الفتح الباری باب لیبلغ العلم الشاھد الغائب
۱۵۔ ایضاً باب اثم من کذب علی النبی ﷺ
۱۶۔ حفاظت حدیث ڈاکٹر خالد علوی ص ۱۲۳
۱۷۔ مقدمہ صحیح مسلم
۱۸۔ مجمع الزوائد ج ۱، ص ۶۱
۱۹۔ القاموس الفرید، ص ۱۹۹
۲۰۔ حدیث کا درایتی معیار محمد تقی امینی، ص ۱۷
۲۱۔ علوم الحدیث ڈاکٹر صبحی صالح، ص ۱۰۸
۲۲۔ تدریب الراوی للسیوطی ص ۵
۲۳۔ قرآن پاک ۲۴:۱۲
۲۴۔ سیرۃ النبی ﷺ ص ۴۱۔۴۲
۲۵۔ اصح السیر عبدالرؤف ص ۲۰
۲۶۔ مسند احمد حدیث ابی اسید الساعدی
۲۷۔ ترمذی باب الوضوء

۲۸۔ سیرۃ النبی ص ۴۲۔۴۳ ۲۹۔ مشکوۃ باب البکاء

۳۰۔ حدیث کا درایتی معیار۔ص ۱۸۳ ۳۱۔ مقدمہ صحیح مسلم ج ۱۔ص ۱۰

۳۲۔ صحیح بخاری صلوۃ النوافل جماعۃ ۳۳۔ حدیث کا درایتی معیار۔ ص ۱۸۴

۳۴۔ کشاف اصطلاحات الفنون ج ۱۔ ۵۰۷ ۳۵۔ مقدمہ سیرۃ النبی ﷺ ص ۴۰

المصادر والمراجع

۱۔ القرآن ۲۔ اصح السیر۔ابوالبرکات، عبدالرؤف داناپوری، مجلس نشریات اسلام، کراچی

۳۔ القاموس الفرید، وحیدالزمان کیرانوی، صابری دارالکتب، لاہور

۴۔ تدریب الراوی، حافظ جلال الدین السیوطی، المکتبہ العلمیۃ، مدینہ منورہ

۵۔ جامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی

۶۔ حدیث کا درایتی معیار، محمد تقی امینی، قدیمی کتب خانہ کراچی

۷۔ حفاظت حدیث، ڈاکٹر خالد علوی، المکتبہ العلمیہ، لاہور

۸۔ سیرۃ النبی، علامہ شبلی نعمانی، قرآن محل، لاہور

۹۔ صحیح البخاری (مع الفتح الباری) محمد بن اسماعیل۔دارالسلام لاہور

۱۰۔ صحیح مسلم۔ مسلم بن حجاج قشیری، قدیمی کتب خانہ، کراچی

۱۱۔ علوم الحدیث ومصطلحہ الدکتور صبحی صالح، دارالعلم للملایین، بیروت

۱۲۔ عظمت حدیث، عبدالغفار حسن، دارالعلم، اسلام آباد

۱۳۔ کشاف اصطلاحات الفنون، قاضی محمد اعلیٰ، سہیل اکیڈمی، لاہور

۱۴۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نورالدین الہیثمی، طبع القدسی، القاہرہ۔

۱۵۔ مشکوۃ المصابیح، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، دارالدعوۃ السلفیہ، لاہور

۱۶۔ مسند احمد، احمد بن محمد بن حنبل، داراحیاء التراث العربی، بیروت

۱۷۔ مصباح اللغات، ابوالفضل عبدالحفیظ، سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی